میرے مہرباں میرے ہمسفر

نزہت جبیں ضیاء



میرے مہرباں میرے ہمسفر



نزہت جبیں ضیاء





میرے مہرباں میرے ہمسفر

کتابی شکل: پاکستانی پوائنٹ کمپوزنگ ٹیم









الارم کی تیز آواز پر حرمہ کی آنکھ کھلی۔سحری کا ٹائم ہوچکا تھا اس نے الارم بند کیا تب ہی موبائل پر میسج کی ٹون ہوئی اور اسکرین پر مانوس نمبر دیکھ کر حرمہ کے چہرے پر پریشانی نمودار ہوگئی۔حرمہ نے پاس سوئے داعب پر ایک نگاہ ڈالی' شکر ہے وہ گہری نیند میں تھا تب ہی دوسرا میسج آگیا۔حرمہ نے جلدی سے موبائل سائلنٹ پر کیا اور میسج پڑھنے لگی۔

''ہائے ڈارلنگ!'' پھر دوسرا میسج تھا۔''سوری یار کام کی وجہ سے مصروف تھا' تمہیں ٹائم نہ دے سکا' ویسے یاد تو کیا ہوگا ناں مجھے۔''

''یااللہ! یہ منحوس پھر آگیا۔'' حرمہ نے سر تھام کر سوچا وہ تو سمجھ رہی تھی کہ شاید اس کی عقل ٹھکانے آگئی ہوگی مگر... حرمہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔شکر ہے کہ داعب سو رہا تھا۔واش روم سے نکل کر داعب کو جگا کر کچن

میں آگئی۔ سحری بناتے بناتے بھی مسلسل سیف ہی ذہن میں رہا۔وہ تو جان ہی نہیں چھوڑ رہا تھا' سحری سے فارغ ہوکر نماز فجر ادا کی' داعب نماز پڑھنے کے بعد سوتا نہیں تھا۔آفس کے کچھ کام نپٹالیتا اور آفس بھی جلدی جانا ہوتا' حرمہ کچھ دیر کے لیے سوجاتی تھی مگر آج نماز اور قرآن پاک پڑھ کر لیٹی تو نیند کوسوں دور تھی۔اب اسے ڈر زیادہ لگنے لگا تھا اگر خدانخواستہ داعب کو سیف کے بارے میں پتا چل گیا تو ''نہیں'' اس کے رونگٹے کھڑے ہوگئے ''اللہ نہ کرے کہ میرے ساتھ بھی' ' ...



ایشل روتی دھوتی حواس باختہ گھر میں داخل ہوئی تھی' میلے کپڑے' زرد رنگت اور اجڑی صورت۔

' ' ایشل خیریت تو ہے' کیا ہوا؟'' امی جو نماز عصر سے فارغ ہوئی تھیں اس کی حالت دیکھ کر تڑپ کر اس کی سمت آئیں تھیں۔

' ' امی... امی! حاشر نے مجھے گھر سے نکال دیا۔'' ایشل نے بمشکل یہ جملہ کہا اور امی کی بانہوں میں جھول گئی۔حرمہ بھی آواز سن کر تقریباً بھاگ کر باہر آئی تھی۔



''ہائے اللہ یہ کیا ہوگیا...'' وہ بدحواس ہوکر ان کی طرف بھاگی' پاپا کو فون کیا' ایشل کو لے کر ہسپتال بھاگے۔

امی زارو قطار رو رہی تھیں' پاپا نے حاشر کے پاپا کو کال کی' وہ لوگ بھی ہسپتال آگئے تب پتا چلا کہ حاشر کو کہیں سے معلوم ہوا ہے کہ ایشل کا رشتہ پہلے کہیں طے ہوچکا تھا اور وہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے مگر کچھ خاندانی جھگڑوں کی وجہ سے وہ رشتہ ختم ہوگیا تھا۔شادی کے چھ ماہ بعد حاشر کو اس بات کا پتا چلا تو اس نے غصے میں آکر کہہ دیا کہ میرے گھر میں تمہاری کوئی جگہ نہیں ہے' میں ہرگز یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ کوئی ایسی لڑکی میری بیوی ہو جس کا پہلے سے کسی کے ساتھ رابطہ رہا ہو۔ایشل لاکھ سمجھاتی رہی کہ صرف بات طے ہوئی تھی اور ہم لوگ ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اس سے زیادہ کچھ نہ تھا۔ پاپا نے یہ رشتہ ختم کردیا تھا مگر حاشر تو آپے سے باہر ہوگیا تھا اس کی فیملی نے سمجھایا کہ اس طرح رشتے بنتے اور ٹوٹتے رہتے ہیں یہ کوئی نئ بات نہیں مگر وہ بذات خود امیر اور کسی حد تک بگڑا ہوا نوجوان تھا۔اس کی نظر اور خیال میں پسندیدگی کا مطلب گھومنا پھرنا' شاپنگ' تفریح اور بہت کچھ تھا۔خود چاہے کیسا بھی تھا بیوی اسے پارسا اور سو پردوں میں رہنے والی چاہیے تھی اور اس نے اس چھوٹی سی بات کو ایشو بناکر شادی کے چھ ماہ بعد ہی ایشل کو طلاق دے دی۔یہ

صدمہ پاپا کے لیے ناقابل برداشت تھا سچ تو صرف وہ لوگ ہی جانتے تھے۔لوگوں کو بھلا کیا معلوم تھا کہ پیچھے حقیقت کیا ہے؟ کیوں اتنی دھوم دھام سے کی گئی شادی اور پھر چھ ماہ بعد بیٹی طلاق لے کر آبیٹھی۔
بعض اوقات مرد بھی اپنی بڑی سے بڑی غلطی کو غلطی نہیں مانتے اور عورت کو اس کی ناکردہ غلطی کی ایسی سزا دیتے ہیں کہ ساری زندگی کے لیے عورت کے لیے وہ سزا عذاب بن جاتی ہے۔اس کے لیے جینے کی راہیں مسدود ہونے لگتی ہیں' وہ لوگوں سے چھپنے لگتی ہے۔اسے زندگی بار لگنے لگتی ہے' یہی حال ایشل کا ہوگیا تھا اور پاپا اس کے لیے کچھ بھی نہ کرسکے۔پاپا جو اپنی بیٹیوں پر جان چھڑکتے تھے ایشل کا یہ دکھ برداشت نہ کرسکے اور ان کو ایسا ہارٹ اٹیک ہوا کہ وہ جانبر نہ ہوسکے۔اس وقت حرمہ صرف سولہ سال کی تھی وہ کالج میں پڑھ رہی تھی۔پاپا کی موت' امی کی طبیعت الگ خراب' اس پر ایشل کی بربادی ایک جانب وہ طلاق جیسے اذیت ناک مرحلے سے گزری تو دوسری جانب اپنے باپ کو بھی کھودیا تھا۔
ایشل کی حالت پاگلوں جیسی ہوگئی تھی' وہ پاپا کی موت کا ذمہ دار خود کو سمجھتی تھی۔حرمہ کبھی ماں کو دیکھتی تو کبھی بہن کو سنبھالتی۔یہ وقت بہت کٹھن تھا' پاپا غیر ملکی کمپنی میں اچھے عہدے پر فائز تھے' پوش علاقے میں رہتے تھے۔بیوی اور دو بیٹیوں کے ساتھ خوش اور مطمئن تھے۔انہیں بیٹا نہ ہونے کی کوئی پروا نہ تھی

وہ بیٹیوں پر بھی جان دیتے تھے۔وہ اپنے بڑے بھائی احسان کے ساتھ مل کر کاروبار بھی کرتے تھے۔

احسان صاحب کا بیٹا عالیان ایشل کو پسند کرتا تھا' ایشل اور حرمہ میں چھ سال کا فرق تھا۔حرمہ گھر میں سب کی لاڈلی تھی۔ایشل انٹر میں تھی کہ احسان صاحب نے عالیان کے لیے ایشل کا رشتہ مانگ لیا' عالیان کزن تھا اس کا آنا جانا تھا۔یہ لوگ ملتے بھی تھے' ایشل کو بھی عالیان اچھا لگتا تھا تو رشتہ طے ہوگیا اور ایک چھوٹی سی تقریب میں دونوں کو ایک دوسرے کے نام کی انگوٹھی پہنادی گئی۔

دونوں خوش تھے مگر کچھ عرصے بعد کاروبار کو لے کر احسان صاحب نے پاپا سے جھگڑا مول لیا وہ زیادہ منافع چاہتے تھے کہ تمہاری بیٹیاں ہیں' میرے بیٹے کا بھی حصہ ہونا چاہیے۔اس پر پاپا نے انکار کیا کہ اس بات کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے' پیسہ ہم دونوں نے برابر لگایا ہے تو دونوں کو برابر ملنا چاہیے۔ایک فضول سی بات کو لے کر بات اتنی آگے بڑھی کہ احسان صاحب نے رشتہ ہی توڑ دیا۔بھائی سے تعلقات ختم ہوئے تو پاپا بھی ٹوٹ گئے' بیٹی کے رشتے کے ختم ہوجانے کا بہت دکھ تھا۔اپنا حصہ الگ کرکے پاپا نے دوسرے کاروبار میں لگادیا۔امینہ بیگم سلجھی ہوئی خاتون تھیں انہوں نے میاں کی حالت دیکھتے ہوئے ان کو سمجھایا اور مورل سپورٹ دی۔کچھ عرصہ میں دائود صاحب بھی نارمل ہوگئے' ایشل نے

گریجویشن کرلیا اور اس نے بھی جاب کرلی۔ایشل کے اچھے رشتے آنے لگے مگر فی الحال وہ شادی نہیں کرنا چاہتی تھی' عمر بھی کیا تھی ابھی اس لیے دائود صاحب اور انیسہ بیگم نے بھی فی الحال چپ رہنا مناسب سمجھا۔حرمہ کالج میں آگئ تھی وہ ذہین' بولڈ' خوب صورت لڑکی تھی' پڑھائی میں ہمیشہ آگے رہتی دیگر سرگرمیوں میں بھی آگے آگے رہتی۔سارے کالج میں وہ مشہور تھی' ٹیچرز کی چہیتی تھی' کالج کے کئی لڑکے اس کو پسند کرتے تھے مگر وہ صرف پڑھائی پر ہی دھیان دیتی اس کو پڑھ لکھ کر پاپا کے خواب پورے کرنے تھے۔ان کو بیٹا بن کے دکھانا تھا' ان دنوں ایشل کے لیے حاشر کا رشتہ آگیا۔پاپا کے کاروبار میں نئے نئے شامل ہونے والے عباس صاحب کا بیٹا حاشر خوب صورت' پڑھا لکھا تھا۔دائود صاحب اور انیسہ بیگم نے ایشل کی مرضی معلوم کرکے ہاں کردی' حرمہ بہت خوش تھی اس کو آپی کی شادی کی بہت خواہش تھی۔''اچھے اچھے کپڑے بنوائوں گی' خوب سارا میک اپ کروں گی اور اپنی فرینڈز کے ساتھ دل بھر کے ڈانس کروں گی۔'' اس نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''کیوں نہیں' میری گڑیا جو چاہے وہ کرے گی۔'' دائود صاحب مسکرا کر بولے۔



دونوں پارٹیاں ہی پیسے والی تھیں' خوب زبردست تیاریاں ہورہی تھیں۔دائود صاحب کا اچھا خاصا بڑا کاروبار تھا اور سب کچھ ان دونوں بیٹیوں کے لیے ہی تو تھا' دل کھول کے پیسہ خرچ کیا جارہا تھا۔ایشل کی پسند اور مرضی کے مطابق ہر چیز خریدی جارہی تھی' شادی سے کچھ عرصہ پہلے ہی رشتے دار آگئے تھے۔خوب اُدھم چوکڑی مچائی جارہی تھی' حرمہ بھی تتلی کی طرح ادھر اُدھر اڑتی پھر رہی تھی۔مہندی والے دن حرمہ نے گرین اور پرپل کومبینیشن کی لانگ فراک اور پاجامہ پہنا تھا۔لمبے بالوں کو کھلا چھوڑے ہلکے میک اپ اور میچنگ جیولری میں وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔مہندی کا انتظام حال میں کیا گیا تھا جہاں دلہے والوں نے بھی آنا تھا اور اکٹھے فنکشن ہونا تھا۔ایشل مایوں کے زرد جوڑے میں بہت حسین لگ رہی تھی جبکہ حاشر نے کریم کلر کا کُرتا اور پاجامہ پہنا تھا' وہ بھی اسمارٹ لگ رہا تھا۔رسومات ہوئیں اور حرمہ نے مہندی لگا کر پیسوں کی ڈیمانڈ کردی تب کہیں سے اچانک حاشر کے برابر میں ایک لڑکا آبیٹھا' بلیک کُرتا' وائٹ شلوار' ملٹی کلر کی چنری گلے میں ڈالے گوری رنگت اور برائون بالوں میں وہ خاصا چارمنگ لگ رہا تھا۔

''ہائو کیوٹ۔'' آتے ہی اس نے اپنے موبائل میں حرمہ کی تصویر لے لی۔



’’سوری یار! دیر ہوگئی ذرا بزی تھا‘ تُو تو جانتا ہے ناں میری مصروفیت۔‘‘ دوسرے ہی لمحے وہ حاشر کی طرف پلٹا اور آنکھ دبا کر اس سے باآواز بلند سرگوشی کی۔

’’یہ کیا حرکت ہے‘ تصویر کیوں لی آپ نے؟‘‘ حرمہ کو اس کی حرکت بہت بُری لگی تھی۔

’’سوری ڈیئر... لیکن آپ یوں میرے دوست کا ہاتھ دبوچے بیٹھی ہیں اس کے بڑے سے ہاتھ پر آپ کا نازک سا ہاتھ اتنا اچھا لگا کہ میں نے یہ سین اپنے کیمرے میں محفوظ کرلیا اگر آپ کو برا لگا ہو تو ڈیلیٹ کردوں؟‘‘ مسکراتے ہوئے اس نے کہا اور ساتھ ہی اجازت چاہی۔

’’ارے یار... ادھر دھیان دو حرمہ... حاشر بھائی نے ہاتھ چھڑالیا تو پیسوں سے جائے گی۔‘‘ کسی کزن کی آواز پر حرمہ دوبارہ حاشر کی جانب پلٹ گئی۔ تھوڑی دیر میں ہی حاشر نے پیسے دے کر جان چھڑائی مگر ساری تقریب میں حرمہ سیف کی نظروں کے ساتھ ساتھ اس کے کیمرے کے حصار میں رہی۔ سیف کو وہ خوب صورت لڑکی بہت اچھی لگی تھی۔ مہندی کی تقریب کا اختتام ہوا۔ دوسرے دن شادی تھی‘ شادی کا انتظام بینکیوٹ میں کیا گیا تھا۔ خوب صورت ماحول تھا‘ شہر کے بڑے بڑے لوگ اس تقریب میں شریک تھے۔ ہر

طرف رنگین آنچل لہرا رہے تھے آج تو ایشل میرون شرارے میں غضب ڈھارہی تھی جب کہ حرمہ نے دھانی کلر کا شرارہ پہنا تھا' بھاری کامدار شرارے میں پارلر سے کیے گئے میک اپ' بھاری جیولری اور خوب صورت ہئیر اسٹائل میں سب سے نمایاں اور منفرد نظر آرہی تھی۔

بارات آگئی تھی وہ ریسپشن پر تھی' حاشر کے ساتھ ہی سیف تھا۔آج اس نے براؤن کلر میں ہلکے کام کا سلک کا کُرتا اور پاجامہ پہنا تھا۔اپنے دراز قد سمیت وہ بہت اچھا لگ رہا تھا جیسے ہی سیف کی نظر حرمہ پر پڑی وہ اسے دیکھتا رہ گیا۔آج حرمہ غضب ڈھا رہی تھی' آنکھوں کے رستے سیدھا دل میں اتری جارہی تھی۔

' 'السلام علیکم!'' حرمہ نے حاشر کو سلام کیا۔

' 'وعلیکم السلام! چشم بدور... آج تو آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں مس...؟' '

' 'شکریہ'' حرمہ نے اس کی طرف دیکھ کر بے زاری سے منہ بناتے ہوئے کہا۔نکاح کی رسم ہوئی حسب روایت کچھ دیر رونے دھونے کا سین بھی ہوا۔

' 'پلیز آپ روئیں نہیں' روکر تو آپ کی آنکھیں جھیل کی مانند لگ رہی ہیں اگر کوئی بھی ڈوب گیا تو کس کی ذمہ داری ہوگی۔'' وہ ایک طرف کھڑی ٹشو سے



آنکھیں صاف کررہی تھی بالکل قریب آواز آئی' چونک کر دیکھا سامنے سیف کھڑا تھا۔اس کی آنکھوں میں بے تحاشہ پیغامات تھے جو وہ دے رہا تھا۔

''یہ کیا فضول بول رہے ہیں آپ؟'' اس نے قدرے غصے سے کہا۔

''فضول نہیں سچ کہہ رہا ہوں حرمہ! ذرا ایک نظر آئینہ دیکھ لو میری بات کی سچائی پر یقین آجائے گا۔'' تب ہی امی کی آواز پر حرمہ جلدی سے اسٹیج کی طرف بھاگی۔سیف مستقل اس کے آگے پیچھے پھر رہا تھا۔

''حرمہ! اگر مناسب سمجھیں تو یہ رکھ لیں۔'' اس نے اپنا موبائل نمبر تھمادیا۔حرمہ کا دل چاہا اس کو کھری کھری سنادے وہ تو کمبل ہوا جارہا تھا لیکن صرف اس لیے چپ ہوگئی کہ وہ حاشر کا جگری دوست تھا اور وہ کوئی ایسی بدمزگی پھیلانا نہیں چاہتی تھی۔

''لو بھئی یہ بڑی اچھی بات ہے' مہمانوں کو پوچھے بنا خود پیٹ بھر لیا جائے۔اجی محترم ہم مہمان ہیں ہمیں تو پوچھ لیں کھانے کے لیے۔'' کھانا اسٹارٹ ہوا تو وہ رشتے کی نانی کو کھانا لاکر دے رہی تھی' نانی نے اپنے ہاتھ سے اسے ایک لقمہ کھلایا وہ نوالہ لے کر پلٹی ہی تھی کہ سیف سامنے آگیا۔

''افوہ! جب مہمان خود ہی بنا لحاظ کیے پلیٹوں کو لوڈ کرچکے ہیں تو ان کو کیا پوچھوں بس ان کے لیے اینو کا انتظام ہی کرسکتی ہوں۔'' حرمہ نے اس کی بھری



ہوئی پلیٹ پر نظر ڈالتے ہوئے قدرے طنز سے کہا تو سیف بے اختیار کھکھلا کر ہنس دیا۔

’’یار تم نے تو سکسر دے مارا' گڈ۔‘‘

’’تھینکس' جاتے جاتے سیون اپ میں نمک ڈال کر پینا مت بھولیے گا۔‘‘ حرمہ نے کہا اور آگے بڑھ گئی اور وہ ہنستا رہا۔

ایشل رخصت ہوکر سسرال چلی گئی' حرمہ کو سیف اچھا لگا تھا وہ حاشر کا اچھا دوست تھا۔اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا' ذاتی بزنس تھا۔لاڈ' پیار اور پیسے نے اس کو عیش پسند اور لاابالی بنادیا تھا اس کے بے شمار دوست تھے۔پکنک پارٹی' تفریحات' موویز ان سب میں لگا رہتا' لڑکوں سے زیادہ لڑکیاں دوست تھیں۔بڑے بڑے گھروں کی آزاد اور خودمختار لڑکیاں تھیں' اسے خوب صورتی اٹریکٹ کرتی تھی جہاں خوب صورت لڑکی دیکھی وہیں پر لٹو ہوجاتا تھا اور حرمہ کو دیکھ کر بھی وہ دل ہار بیٹھا تھا۔حرمہ نے اس سے بات کی تو وہ خوشی سے بے قابو ہوگیا۔

’’اوہ رئیلی یہ تمہارا میسج ہے؟ مجھے یقین نہیں آرہا میں بہت خوش ہوں کہ تم نے مجھے اس قابل سمجھا۔‘‘ اور پھر ان دونوں میں باتیں ہونے لگیں' سیف نے اپنے بارے میں سب کچھ بتادیا مگر یہ نہیں بتایا کہ اس کی دوستی لڑکیوں سے بھی ہے' حرمہ کو وہ اچھا لگنے لگا اور پھر کبھی کبھی وہ گھر بھی آنے لگا اور جب



اس بات کا پتا حاشر کو چلا تو حاشر نے بتایا کہ وہ ٹھیک لڑکا نہیں ہے اور اس کی منگنی تو کزن سے ہوچکی ہے۔حرمہ نے سنا تو اسے بے حد غصہ آیا اس نے سیف کو کال کی اور منگنی کے حوالے سے پوچھا۔

’’ہاں تو...‘‘ سیف نے مطمئن انداز میں سوال کیا۔

’’تو کا کیا مطلب سیف! تم نے مجھے یہ بات کبھی نہیں بتائی، ہم لوگ گزشتہ دو ماہ سے ایک دوسرے سے ہر بات شیئر کرتے ہیں۔ہم اچھے دوست ہیں۔‘‘

’’ہاں حرمہ! تو اس میں بتانے والی کیا بات تھی، کبھی تم نے پوچھا ہوتا تو میں بتاتا ناں؟‘‘

’’حد ہوتی ہے سیف!‘‘ وہ غصے سے بولی۔

’’کیسی حد، کا ہے کی حد؟‘‘

’’یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ تم اتنا غصہ دکھا رہی ہو، تمہارے علاوہ بھی میری بے شمار گرل فرینڈز ہیں۔اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں سب سے اپنی ذاتی لائف ڈسکس کروں۔مجھے اچھی اور کیوٹ لڑکیوں سے دوستی کرنا اچھا لگتا ہے تم بھی ان میں سے ایک ہو، تم حسین ہو، مجھے اٹریکٹ کر گئیں لیکن شادی تو مجھے ایک سے ہی کرنا ہوگی ناں، وہ مما کی چوائس ہوگی مگر زندگی انجوائے کرنا یہ میرا حق بھی ہے اور میری ضرورت بھی تو وہ میں کررہا ہوں اور کرتا رہوں گا۔‘‘



"سیف... بکواس بند کرو۔" وہ پوری قوت سے چلائی۔"تم انتہائی گھٹیا اور لوفر انسان ہو' تم نے مجھے بھی عام لڑکیوں کی طرح سمجھ رکھا ہے کیا' اگر مجھے تمہاری اصلیت کا علم ہوتا تو کبھی بھی تم سے بات نہ کرتی۔ آج کے بعد مجھ سے رابطہ کرنے کی کوشش مت کرنا۔" حرمہ نے کال کاٹ دی اس کو بے تحاشا رونا آگیا۔

کتنی توہین کی تھی اس لڑکے نے' حرمہ تو اسے چاہنے لگی تھی۔اس سے محبت کرنے لگی تھی' کیسی میٹھی میٹھی باتیں کرتا' چاہت بھری باتیں کہ جیسے حرمہ کے علاوہ کسی لڑکی کو دیکھتا بھی نہیں ہوگا' اسے اپنے وجود سے بھی کراہیت آنے لگی۔ایسے گرے ہوئے انسان کے ساتھ وقت گزارا تھا پھر سیف کا کوئی میسج آیا نہ کال آئی۔حرمہ کو بھی اس سے نفرت ہوگئی تھی' حرمہ نے گریجویشن کرلیا تھا' ایشل اور حاشر بہت خوش تھے اور دو ماہ کے ٹرپ کے بعد کل ہی سنگاپور سے واپس آئے تھے اور آج ملنے کے لیے آئے تھے۔تب موقع دیکھ کر حرمہ نے سیف کے بارے میں ایشل کو سب کچھ بتادیا۔ایشل نے کہا کہ وہ حاشر سے بات کرے گی مگر حرمہ نے سختی سے منع کردیا کہ کوئی ضرورت نہیں میں اس پر لعنت بھیج چکی ہوں۔ایشل اپنے گھر میں خوش اور مطمئن تھی' دائود صاحب اور انیسہ بیگم بھی خوش تھے اور آج کل حرمہ کے لیے رشتے دیکھ رہے تھے۔ایشل

کی شادی کو چھ ماہ گزر گئے تھے کہ اچانک سے نہ جانے کہاں سے حاشر کو ایشل کے پہلے رشتے کی بابت پتا چل گیا اور حاشر نے جذبات میں آکر اتنا بڑا فیصلہ کردیا' اچھے بھلے دو گھر اجڑ گئے۔ایشل طلاق کے ساتھ ساتھ باپ کی شفقت سے محروم ہوگئ' حرمہ یتیم ہوگئ۔انیسہ بیگم بیوہ ہوگئیں' حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ سب کچھ الٹ پلٹ ہوکر رہ گیا' خوشیاں نہ جانے کہاں جاکر چھپ گئ تھیں ہر عالم میں سوگواریت تھی' اداسی اور یاسیت تھی۔

ایشل نے شادی سے توبہ کرلی تھی اور اب حرمہ کے لیے داعب کا رشتہ' انیسہ بیگم کی رشتے کی بہن کی توسط سے آیا تھا۔داعب اکیلا تھا' شریف اور نیک لڑکا تھا' اچھی جاب کرتا تھا۔اچھا بھلا گھر تھا دیکھنے میں بھی بہت اچھا تھا' تھوڑی سی معلومات کروانے کے بعد حرمہ کا رشتہ طے کردیا گیا اور جلد ہی شادی طے ہوگئ' حرمہ داعب کے گھر آگئ خوب صورت سا بنگلہ تھا' ضرورت کی ہر چیز موجود تھی' داعب بہت اچھا لڑکا تھا دھیمے مزاج کا' محبت کرنے والا اور خیال رکھنے والا۔اس نے پہلے دن ہی اپنے ساتھ ہونے والے' اچھے برے سارے حالات شیئر کیے کس طرح وہ اس مقام تک پہنچا' بچپن میں والدین کے انتقال کے بعد چچا نے اس کی پرورش کی پھر چچا کی ڈیتھ' سب کچھ ایک ایک بات اس کے سامنے کھول کر رکھ

دی۔ حرمہ حیرت سے سنتی رہی' بڑی مشکلوں اور محنت کے بعد داعب اس مقام تک پہنچا تھا۔

''داعب اب آئندہ آپ کو کسی قسم کے دکھ یا پریشانی کا سامنا نہیں ہو گا۔ ہم دونوں مل کر ان شاء اللہ اپنے گھر کو مثالی بنائیں گے' آپ کے ساتھ جو غلط ہوا سب بھول جایئے' میں آپ کو اتنا پیار دوں گی کہ آپ پرانی تلخیاں بھول جائیں گے۔'' داعب کا ہاتھ تھام کر جذب سے بولی تو داعب اس کی خوب صورت باتوں کے ساتھ ساتھ اس کے ملکوتی حسن میں کھوتا چلا گیا۔

زندگی بہت خوب صورت ہوگئی تھی' داعب اس پر اپنی بے پناہ محبتیں لٹاتا اور وہ محبتوں سے سرشار ہوجاتی' وہ بھی داعب کو ٹوٹ کر چاہتی تھی۔ داعب اسے ہنی مون پر جانے کی بجائے عمرہ پر لے گیا' وہ کہتا تھا کہ میں اللہ کا شکر وہاں جاکر ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جس نے مجھے تم جیسی سلیقہ شعار' وفادار' پرخلوص اور خوب صورت بیوی عطا کی ہے' گزشتہ تلخیوں کو وہ یکسر بھلا چکی تھی اب سیف اس کے ذہن اور دل سے مکمل طور پر نکل چکا تھا وہ اور داعب اپنی دنیا میں بے حد خوش اور مطمئن تھے۔ اس روز موسم بہت اچھا تھا' ان کی شادی کو چھ ماہ ہوچکے تھے۔ وہ شام کو نہا کر تیار ہوئی تو داعب کا میسج آگیا۔

''تیار ہوجائو' میں آرہا ہوں۔ ہم لوگ آج مووی دیکھنے چلیں گے۔''



''اوکے باس۔'' اس نے مسکرا کر ریپلائی کیا' گنگناتی ہوئی وہ پرفیوم اسپرے کررہی تھی کہ دوبارہ کال بیل بجی۔

''افوہ ایک تو داعب کو بھی سکون نہیں۔'' کاجل ٹھیک کرتے کرتے کال اٹھائی۔

''ہیلو جانِ من!'' دوسری طرف سے آنے والی آواز سن کر وہ سر سے پیر تک لرز گئی۔

''یہ... یہ آواز...'' آج بھی اس کی سماعتوں میں محفوظ تھی۔

''کون... کون ہو تم؟'' لہجے پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

''اوئے ہوئے' ہمیں بھول گئی کیوٹی؟'' لہجہ انتہائی عامیانہ تھا۔''ہم تمہارے بہت پرانے دوست ہیں بوائے فرینڈ سیف''!

''بکواس بند کرو۔'' کال بند کی تو سر سے پیر تک وہ پسینے میں نہارہی تھی۔

''اُف اللہ! یہ کہاں سے آگیا اتنے عرصے بعد اگر... داعب... نہیں...'' سر سے پیر تک لرز گئی' جلدی سے فریج سے ٹھنڈا پانی نکال کر پیا۔

''کہاں ہو بھئی؟'' داعب آگیا تھا اور اسے تلاش کرتا ہوا کچن میں آگیا تھا۔ ''ارے کیا ہوا؟ تمہیں پسینے کیوں آرہے ہیں' طبیعت تو ٹھیک ہے ناں' تمہارا چہرہ

بھی اترا ہوا ہے' آریو اوکے؟" وہ اس کو دیکھ کر پریشان ہوگیا اور ہاتھ پکڑ کر کرسی پر بٹھاتے ہوئے ایک سانس میں بے شمار سوال کر ڈالے۔

''ارے بابا! تم خوامخواہ پریشان ہوجاتے ہو' گرمی کتنی شدید ہے اسی لیے پسینہ آگیا' چلو میں تیار ہوں۔" حرمہ نے خود پر قابو پاتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا تو داعب اس کا ہاتھ تھام کر کچن سے نکل گیا۔وہ گاڑی میں بیٹھی تب ہی سیف کا میسج آگیا۔

''سنو بہت یاد آرہی ہے تمہاری' کہیں ملو ناں ڈارلنگ۔"

''اُف..." اس نے کن انکھیوں سے داعب کو دیکھا جو سامنے دیکھتے ہوئے ڈرائیونگ کررہا تھا۔حرمہ نے سیل آف کرکے پرس میں رکھ دیا۔مووی میں بھی اس کا دل نہیں لگا' بہت گھبراہٹ ہورہی تھی کہ یہ نمبر سیف کو کہاں سے ملا اور اگر وہ اسی طرح کال یا میسجز کرتا رہا تو... کیا ہوگا۔واپسی میں ڈنر بھی باہر کیا وہ برائے نام کھا رہی تھی۔

''کیا ہوا حرمہ... تھک ہوگئی ناں؟" خود ہی سوال کیا اور خود ہی جواب دیا اور حرمہ نے مسکرا کر سر ہلادیا۔

سوتے جاگتے' اٹھتے بیٹھتے' آدھی رات کو' صبح سویرے ہر وقت سیف میسجز کرتا رہتا۔حرمہ کا برا حال تھا' وہ کب تک خود کو بچا پاتی۔



’’اگر کبھی داعب کو معلوم ہو گیا تو؟‘‘ بس یہی سوال ننگی تلوار کی طرح اس کے سر پر لٹکتا رہتا۔

’’ڈارلنگ ایک بار مل لو‘ بس میں تمہیں دل بھر کے دیکھنا چاہتا ہوں۔‘‘

اس روز دن میں کال آئی تو حرمہ نے اٹینڈ کرلی۔

’’پلیز سیف! کیوں میری زندگی برباد کرنے پر تلے ہو‘ کیوں تنگ کررہے ہو مجھے۔میں اپنی زندگی میں خوش ہوں تو کیوں تم عذاب بنارہے ہو بقول تمہارے ہمارے درمیان صرف دوستی تھی جو ختم ہوگئی ہے‘ اب آئندہ مجھے کال مت کرنا۔‘‘

تین دن تک اس کا نہ کوئی میسج آیا اور نہ ہی کال آئی‘ حرمہ نے سکون کا سانس لیا کہ شاید وہ راہ راست پر آگیا ہے مگر چوتھے دن اس کی کال آگئی۔

’’اگر تم باہر نہ ملیں تو میں تمہارے گھر آجائوں گا۔‘‘

’’سیف تم پاگل ہوگئے ہو‘ خدا کے لیے میرا پیچھا چھوڑ دو‘ مجھے سکون سے جینے دو۔‘‘

’’ہاہاہاہا... میں بے سکون ہوں اور تم سکون سے جیو۔یار تم وہ واحد لڑکی تھیں جس کو سچی دل سے چاہا تھا اور اب مجھے تمہاری ضرورت ہے۔‘‘

''بکواس بند کرو' آئندہ کال کی تو اچھا نہ ہو گا۔'' وہ چلائی۔''یا اللہ میں کیا کروں؟'' دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔''کیسے اس سے جان چھڑائوں اب وہ تو گھر آنے کی دھمکی دے رہا تھا اگر سم چینج کرلوں تو... داعب سے کیا بولوں گی؟ یا اللہ مجھے رسوا نہ کرنا' میرے مالک' میں مرجائوں گی۔'' وہ زارو قطار رونے لگی۔ اس بات کا ذکر کرتی بھی تو کس سے امی یا ایشل کیا کرسکتی تھیں امی بے چاری ویسے بھی بیمار رہنے لگی تھیں۔ایشل نے اپنا اسکول کھول لیا تھا اور وہ اس میں مصروف رہتی تھی۔داعب سے ایسی بات کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا اس کے سامنے ایشل کی زندگی تھی' اس بات کو بیس بناکر اسے طلاق جیسی لعنت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔حرمہ اندر ہی اندر سلگتی رہتی' کوئی راستہ نظر نہ آتا' داعب گھر پر ہوتا تو زیادہ تر موبائل بند رکھتی مگر کب تک؟ کتنی دیر... پاگلوں کی طرح موبائل پر نظر رکھتی ہر وقت اپنے ساتھ ساتھ رکھتی۔

رمضان المبارک شروع ہوگیا تھا ابتدا میں سیف کی کالز آئیں پھر کافی لمبا وقفہ ہوگیا۔حرمہ نے شکرانے کے نفل ادا کیے کہ شاید وہ اب کال نہیں کرے گا یا رابطہ ختم کرلیا ہے۔ہوسکتا ہے کوئی نئی لڑکی مل گئی ہو؟ خود ہی سوچتی رہی مگر شکر تھا کہ حرمہ کو کوئی کال یا میسج نہ کیا تھا۔وہ دن رات رو رو کر دعائیں مانگتی کہ



اللہ پاک اب سیف اس سے رابطہ نہ کرے' داعب اس کے ساتھ مل کر عید کی تیاریاں کررہا تھا۔ آخری عشرہ اسٹارٹ ہوگیا تھا اور آج پھر اس کا فون آگیا تھا۔

''چاند رات کو تمہارے گھر آرہا ہوں تاکہ تمہارے شوہر سے بھی ملاقات کرلوں اور تمہارے ساتھ گزارے لمحوں کو بھی شیئر کرلوں۔''

''سیف خدا کو مانو... خدا کے لیے مجھے تنگ مت کرو۔'' وہ رونے لگی تھی۔

''ہائے نہیں ڈارلنگ یوں رونے لگو گی تو مجھے تمہارے آنسو صاف کرنے ابھی آنا پڑے گا۔'' وہ قہقہہ لگا کر بولا اور حرمہ نے کال کاٹ دی۔

پھر مسلسل اس کے میسجز آتے رہے ''چاند رات کو میرا انتظار کرنا'' وہ سولی پر لٹکتی رہی۔ دن کو سکون تھا نہ رات کو قرار' اپنی اس کیفیت کو داعب سے چھپا کر نارمل رہنا اس کے لیے پل صراط سے گزرنے سے کم نہ تھا۔ بہت مشکل ہوتا ہے وہ وقت جب انسان کو دہرے پن سے جینا پڑتا ہے' دل میں سو سو طوفان بپا ہوتے ہیں' خدشات ہوتے ہیں۔ لیکن بظاہر اس کو مسکرا کے جینا پڑتا ہے۔ اپنا آپ چھپا کر لوگوں کے سامنے خود کو نارمل ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ خوشیوں میں دل کھول کر حصہ لینا ہوتا ہے۔ ان حالات میں رہ کر جینا بھی کمال ہوتا ہے' دکھ' اذیت اور تکلیف کو چھپا کر مسکرانا بھی ایک فن ہے اور بہت کم لوگ اس فن

سے واقف ہوتے ہیں۔یہی حال آج کل حرمہ کا تھا اور اسے اندر اور باہر دو متضاد کیفیتوں سے گزرنا پڑ رہا تھا۔

داعب کے سامنے خود کو خوش، مطمئن اور نارمل انداز میں عید کی تیاریاں کرنی تھیں تو اندر ہی اندر وہ اس خوف سے لرزتی رہتی کہ اگر سیف آگیا تو کیا ہو گا؟ تب اسے بے تحاشہ رونا آجاتا۔وہ منظر آنکھوں کے سامنے آجاتے جب حاشر بھائی نے ایشل آپی کو اس بات کو بنیاد بنا کر طلاق دی، پاپا کو ہارٹ اٹیک ہو گیا، ایشل آپی چپ ہو کر رہ گئیں، امی جی کو بلڈ پریشر کا مرض لگ گیا اگر خدانخواستہ... بے چینیاں حد سے بڑھتیں، بے قراریاں عروج پر پہنچ جاتیں، اضطرابی کیفیت میں وہ ڈپریشن کا شکار ہونے لگتی۔ کبھی کبھی دل چاہتا کہ کچھ کھا کے مر جائے، اس کی سمجھ سے بالاتر تھا کہ کرے تو کیا کرے۔

اور چاند رات آگئی مغرب سے کچھ دیر پہلے وہ گھر میں اکیلی تھی، آج داعب کو کہیں جانا تھا وہ کہہ کر گیا تھا حرمہ کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ہر آہٹ پر چونک جاتی، دل کر رہا تھا خوب روئے تب ہی فون بج اٹھا، اس کا دل لرزنے لگا، پسینے چھوٹ گئے۔اس نے کال ریسیو کی۔

’’ذلیل کمینے انسان... کیوں میری زندگی برباد کرنے پر تلے ہوئے ہو‘ کیوں عذاب بن گئے ہو تم۔ مر کیوں نہیں جاتے...‘‘ بے تحاشہ روتے ہوئے کہا اور جیسے ہی پلٹی سر پر داعب کھڑا تھا۔

’’داعب... آ... آپ...؟‘‘ خوف سے آنکھیں پھیل گئیں‘ داعب نے فون اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔

’’تو میں آجائوں ناں... ہاہاہا...‘‘ دوسری طرف سے سیف کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔ ’’تمہارے شوہر کو بتادوں گا آکر کہ تم‘ ‘ ...

’’ہاں ہاں ذلیل آدمی... ابھی اسی وقت آجا میں انتظار کررہا ہوں تیرا۔‘‘ داعب نے چلا کر کہا اور کال کاٹ دی۔

’’کون... کون تھا... یہ...؟‘‘ سیل بیڈ پر پھینک کر داعب حرمہ کی طرف پلٹا اور غصے سے پوچھا۔

’’داعب... داعب...‘‘ حرمہ بری طرح کانپ رہی تھی‘ لفظ اس کے ہونٹوں سے ادا نہیں ہورہے تھے۔ ’’داعب... مجھے معاف کردیں... داعب... میں بے قصور ہوں... پلیز مجھے طلاق مت دیں... میں... میں مرجائوں گی داعب... میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی...‘‘ وہ ہذیانی انداز میں کہتی ہوئی زاروقطار روئے جارہی تھی۔



’’حرمہ... حرمہ پاگل ہوگئی ہو کیا... یہ کیا فضول بکواس ہے میں کیوں دوں گا طلاق اور یہ سب کیا ہے...؟‘‘ داعب آگے بڑھا اور اس کو پکڑ کر صوفے پر بٹھایا۔

’’یہ کون پاگل تھا؟ آرام سے یہاں بیٹھ کر بتائو۔‘‘ تب ہی اذان کی آواز آئی‘ دونوں نے پانی پیا‘ روزہ کھولا۔

’’اب بتائو۔ آرام سے ریلیکس ہوکر۔‘‘ داعب اس کی حالت دیکھ کر ڈر گیا تھا تب حرمہ نے روتے روتے ساری تفصیل سچ سچ بتادی۔

’’اُف پاگل... اتنے دن سے وہ گھٹیا انسان تمہیں تنگ کررہا ہے‘ تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟‘‘

’’داعب! میں بہت ڈر گئی تھی کہ کہیں آپ بھی حاشر بھائی کی طرح‘‘...

’’اُف بند کرو اپنی فضول بکواس‘ کیا لفظ بار بار نکالے جارہی ہو۔ارے یار... نادانیاں ہو ہی جایا کرتی ہیں اور کسی کو پسند کرنا کوئی غلط بات نہیں ہے... اگر ایسی بات تھی بھی تو مجھے اس سے کیا لینا دینا‘ اب تم میری بیوی ہو‘ میری عزت ہو اور مجھے بے پناہ پیار کرتی ہو۔مجھے صرف اس سے غرض ہے اور ہاں ایک بات

کی شکایت ہے تم سے اور اس کی سزا بھی ملے گی تمہیں۔" داعب نے لہجے کو سنجیدہ بنا کر کہا۔

"کیا...؟" وہ جو داعب کی باتوں پر مطمئن ہو رہی تھی آخری جملے پر گھبرا کر پوچھا۔

"یہی کہ تم نے مجھے یہ بات پہلے کیوں نہیں بتائی جب میں نے اپنا ماضی تمہارے سامنے کھول کر رکھ دیا تھا تو تم نے مجھ سے یہ بات کیوں چھپائی؟ تم کو بھی صاف بتا دینا چاہیے تھا۔"

"داعب! میں... میں... ڈر گئی تھی... میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں۔ میں آپ کے بغیر ایک پل بھی جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتی' میں کسی صورت بھی آپ کو کھونا نہیں چاہتی۔ داعب آپ کو پتا نہیں ہے کہ ایشل آپی نے کس اذیت میں وقت گزارا ہے' ان کی بھی کوئی غلطی نہ تھی ان کو سزا ملی ناں اور میں... ایشل آپی جیسی بہادر نہیں... میں بہت کمزور ہوں داعب! مجھے صرف آپ کا سہارا چاہیے' آپ کی بانہوں کا مضبوط سہارا... میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی' ہاں میں نے نہ بتا کر غلطی کی ہے اور اگر آپ سزا دینا چاہیں تو مجھے منظور ہے۔" سر جھکائے ہاتھ جوڑے روئے روئے معصوم چہرے کے ساتھ حرمہ داعب کے دل میں اترتی چلی گئی۔



’’سزا یہ ہے کہ ہم ابھی بازار جائیں گے‘ آج ہم بہت ڈھیر ساری شاپنگ کریں گے۔واپسی میں تمہاری امی کے گھر جائیں گے اور ہاں مجھے اس بدمعاش کا نمبر دو اس کا پتا کروا کر اس کا بھی بندوبست کرنا ہے۔اب تم مجھے اچھی سی چائے بناکر پلائو گی اور پھر تیار ہوجائو ہمیں آج چاند رات منانی ہے۔‘‘ داعب کا لہجہ شوخ ہوگیا تھا۔حرمہ نے محبت پاش نگاہوں سے اپنے بے تحاشہ محبت کرنے والے شوہر کو دیکھا جو واقعی بڑے دل کا مالک اور محبت کرنے والا انسان تھا۔

’’اوکے باس!‘‘ وہ مسکراتی ہوئی کچن کی جانب چل دی۔

’’ارے ادھر تو آئو‘ باہر عید کا چاند نظر آنے کا شور ہورہا ہے‘ مبارک باد تو لے لو۔‘‘ داعب نے آگے بڑھ کر اسے باہوں میں لے کر کانوں میں دھیرے سے سرگوشی کی۔’’چاند مبارک‘‘ داعب کی میٹھی سرگوشی اس کی سماعتوں میں امرت بن کر اتر رہی تھی۔

اختتام

